كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

تفسیر ابن کثیر رحمہ اللہ

راس المفسرین

حافظ عماد الدین ابوالفداء ابن کثیر

مُترجمہ

خطیب الہند مولانا محمد جوناگڑھی

مکتبہ قدوسیہ

تفسیر ابن کثیر

Butt

پارہ نمبر ۱۷

چند اہم مضامین کی فہرست

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَآ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۹﴾ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۵۰﴾ وَالَّذِيْنَ سَعَوْا
فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۵۱﴾

اعلان کردے کہ لوگو! میں تمہیں کھلم کھلا چوکنا کرنے والا ہی ہوں ○ پس جو ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک اعمال کئے ہیں' ان ہی کے لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی ○ اور جو لوگ ہماری آیتوں کو پست کرنے کے درپے رہتے ہیں' وہی دوزخی ہیں ○

اطاعت الٰہی سے روکنے والوں کا حشر: ☆☆ (آیت: ۴۹-۵۱) چونکہ کفار عذاب مانگا کرتے تھے اور ان کی جلدی مچاتے رہتے تھے' ان کے جواب میں اعلان کرایا جا رہا ہے کہ لوگو میں تو اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں کہ تمہیں رب کے عذابوں سے جو تمہارے آگے ہیں' چوکنا کردوں' تمہارا حساب میرے ذمے نہیں- عذاب اللہ کے بس میں ہے' چاہے اب لائے' چاہے دیر سے لائے- مجھے کیا معلوم کہ تم میں سے کس کی قسمت میں ہدایت ہے اور کون اللہ کی رحمت سے محروم رہنے والا ہے- چاہت اللہ کی ہی پوری ہونی ہے' حکومت اسی کے ہاتھ ہے' مختار اور کرتا دھرتا وہی ہے- کسی کو اس کے سامنے چوں و چرا کی مجال نہیں' وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے- میری حیثیت تو صرف ایک آگاہ کرنے والے کی ہے- جن کے دلوں میں یقین و ایمان ہے اور اس کی شہادت ان کے اعمال سے بھی ثابت ہے' ان کے کل گناہ معافی کے لائق ہیں اور ان کی کل نیکیاں قدردانی کے قابل ہیں- رزق کریم سے مراد جنت ہے- جو لوگ اوروں کو بھی راہ اللہ سے' اطاعت رسول ﷺ سے روکتے ہیں' وہ جہنمی ہیں- سخت عذابوں اور تیز آگ کے ایندھن ہیں' اللہ ہمیں بچائے- اور آیت میں ہے کہ ایسے کفار کو ان کے فساد کے بدلے عذاب پر عذاب ہیں-

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى
الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ
اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۵۲﴾ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً
لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ
لَفِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ
رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۴﴾

ہم نے تجھ سے پہلے جس رسول اور نبی کو بھیجا' اس کے ساتھ یہ ہوا کہ جب وہ اپنے دل میں کوئی آرزو کرنے لگا' شیطان نے اس کی آرزو میں کچھ ملا دیا' پس شیطان کی ملاوٹ کو اللہ تعالیٰ دور کر دیتا ہے- پھر اپنی باتیں پکی کر دیتا ہے' اللہ تعالیٰ دانا اور باحکمت ہے ○ یہ اس لئے کہ شیطانی ملاوٹ کو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی آزمائش کا ذریعہ بنا دے جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل سخت ہیں- بے شک گنہگار لوگ دور دراز کی مخالفت میں ہیں ○ اور اس لئے بھی کہ جنہیں علم عطا فرمایا گیا ہے' وہ یقین کر لیں کہ یہ تیرے رب ہی کی طرف سے سراسر حق ہی ہے' پھر وہ اس پر ایمان لائیں اور ان کے دل ان کی طرف جھک جائیں' یقیناً اللہ تعالیٰ ایمان داروں

کو راہ راست کی طرف رہبری کرنے والا ہی ہے ○

شیطان کا تصرف غلط ہے: ☆☆ (آیت:۵۲-۵۴) یہاں پر اکثر مفسرین نے غرانیق کا قصہ نقل کیا ہے اور یہ بھی کہ اس واقعہ کی وجہ سے اکثر مہاجرین حبش یہ سمجھ کر کہ مشرکین مکہ اب مسلمان ہو گئے واپس مکے آ گئے۔ لیکن یہ روایت ہر سند سے مرسل ہے۔ کسی صحیح سند سے مسند مروی نہیں واللہ اعلم۔ چنانچہ ابن ابی حاتم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ شریف میں سورہ النجم کی تلاوت فرمائی۔ جب یہ آیتیں آپ پڑھ رہے تھے اَفَرَءَ یْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰی تو شیطان نے آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ ڈالے کہ تلك الغرانيق العلی و ان شفاعتهم ترتجی پس مشرکین خوش ہو گئے کہ آج تو حضور ﷺ نے ہمارے معبودوں کی تعریف کی جو اس سے پہلے آپ نے کبھی نہیں کی چنانچہ ادھر حضورؐ نے سجدہ کیا' ادھر وہ سب بھی سجدے میں گر پڑے۔ اس پر یہ آیت اتری۔ اسے ابن جریر رحمتہ اللہ علیہ نے بھی روایت کیا ہے' یہ مرسل ہے۔ مسند بزار میں بھی اس کے ذکر کے بعد ہے کہ صرف اسی سند سے ہی یہ متصلاً مروی ہے صرف امیہ بن خالد ہی اسے وصل کرتے ہیں۔ وہ مشہور ثقہ ہیں۔ یہ صرف طریق کلبی سے ہی مروی ہے۔ ابن ابی حاتم نے اسے دو سندوں سے لیا ہے لیکن دونوں مرسل ہیں۔ ابن جریر میں بھی مرسل ہے۔

قتادہ رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں' مقام ابراہیم کے پاس نماز پڑھتے ہوئے حضور ﷺ کو اونگھ آ گئی اور شیطان نے آپ کی زبان پر ڈالا وان شفاعتها لترتجی و انها لمع الغرانيق العلی نکلوادیا۔ مشرکین نے ان لفظوں کو پکڑ لیا اور شیطان نے یہ بات پھیلا دی۔ اس پر یہ آیت اتری اور اسے ذلیل ہونا پڑا۔ ابن ابی حاتم میں ہے کہ سورۂ النجم نازل ہوئی اور مشرکین کہہ رہے تھے کہ اگر یہ شخص ہمارے معبودوں کا اچھے لفظوں میں ذکر کرے تو ہم اسے اور اس کے ساتھیوں کو چھوڑ دیں مگر اس کا تو یہ حال ہے کہ یہود و نصاری اور جو لوگ اس کے دینی مخالف ہیں' ان سب سے زیادہ گالیوں اور برائی سے ہمارے معبودوں کا ذکر کرتا ہے۔ اس وقت حضور ﷺ پر اور آپ کے اصحابؓ پر سخت مصائب توڑے جا رہے تھے۔ آپ کو ان کی ہدایت کی لالچ تھی۔ جب سورہ نجم کی تلاوت آپؐ نے شروع کی اور وَلَهُ الْاُنْثٰی تک پڑھا تو شیطان نے بتوں کے ذکر کے وقت یہ کلمات ڈال دیئے وانهن لهن الغرانيق العلے و ان شفاعتهن لهی التی ترتجی یہ شیطان کی مقفی عبارت تھی۔ ہر مشرک کے دل میں یہ کلمے بیٹھ گئے اور ایک ایک کو یاد ہو گئے یہاں تک کہ یہ مشہور ہو گیا کہ حضرت محمد ﷺ نے سورہ نجم کے خاتمے پر سجدہ کیا تو سارے مسلمان اور مشرکین بھی سجدے میں گر پڑے' ہاں ولید بن مغیرہ چونکہ بہت ہی بوڑھا تھا' اس لئے اس نے ایک مٹھی مٹی کی بھر کر اونچی لے جا کر اس کو اپنے ماتھے سے لگا لیا۔ اب ہر ایک کو تعجب معلوم ہونے لگا کیونکہ حضور ﷺ کے ساتھ دونوں فریق سجدے میں شامل تھے۔ مسلمانوں کو تعجب تھا کہ یہ لوگ ایمان تو لائے نہیں' یقین نہیں' ہمارے ساتھ حضور ﷺ کے سجدے پر سجدہ انہوں نے کیسے کیا؟ شیطان نے جو الفاظ مشرکوں کے کانوں میں پھونکے تھے' وہ مسلمانوں نے سنے ہی نہ تھے۔ ادھر ان کے دل خوش ہو رہے تھے کیونکہ شیطان نے اس طرح آواز میں آواز ملائی کہ مشرکین اس میں کوئی تمیز ہی نہیں کر سکتے تھے۔ وہ تو سب کو اسی یقین پر پکا کر چکا تھا کہ خود حضور ﷺ نے اسی سورت کی ان دونوں آیتوں کو تلاوت فرمایا ہے۔ پس دراصل مشرکین کا سجدہ اپنے بتوں کو تھا۔ شیطان نے اس واقعہ کو اتنا پھیلا دیا کہ مہاجرین حبشہ کے کانوں میں بھی یہ بات پہنچی۔ عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے جب سنا کہ اہل مکہ مسلمان ہو گئے ہیں بلکہ انہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور ولید بن مغیرہ سجدہ نہ کر سکا تو اس نے مٹی کی ایک مٹھی اٹھا کر اس پر سر ٹکا لیا' مسلمان اب پورے امن اور اطمینان سے ہیں تو انہوں نے وہاں سے واپسی کی ٹھانی اور خوشی خوشی مکے پہنچے۔ ان کے پہنچنے سے پہلے شیطان کے ان

الفاظ کی قلعی کھل چکی تھی اللہ نے ان الفاظ کو ہٹا دیا تھا اور اپنا کلام محفوظ کر دیا تھا- یہاں مشرکین کی آتش عداوت اور بھڑک اٹھی تھی اور انہوں نے مسلمانوں پر نئے مصائب کے بادل برسانے شروع کر دیئے تھے- یہ روایت بھی مرسل ہے- بیہقی کی کتاب دلائل النبوۃ میں بھی یہ روایت ہے- امام محمد بن اسحاق رحمتہ اللہ علیہ بھی اسے اپنی سیرت میں لائے ہیں- لیکن یہ سندیں مرسلات اور منقطعات ہیں واللہ اعلم-

امام بغوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں یہ سب کچھ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ کے کلام سے اسی طرح کی روایتیں وارد کی ہیں- پھر خود ہی ایک سوال وارد کیا ہے کہ جب رسول کریم ﷺ کے بچاؤ کا ذمہ دار محافظ خود اللہ تعالیٰ ہے تو ایسی بات کیسے واقع ہو گئی- پھر بہت سے جواب دیئے ہیں جن میں ایک لطیف جواب یہ بھی ہے کہ شیطان نے یہ الفاظ لوگوں کے کانوں میں ڈالے اور انہیں وہم ڈالا کہ یہ الفاظ حضور ﷺ کے منہ سے نکلے ہیں حقیقت میں ایسا نہ تھا یہ صرف شیطانی حرکت تھی نہ کہ رسول اللہ ﷺ کی آواز واللہ اعلم- اور ابھی اسی قسم کے بہت سے جواب متکلمین نے دیئے ہیں- قاضی عیاض رحمتہ اللہ علیہ نے بھی شفا میں اسے چھیڑا ہے اور ان کے جواب کا ماحصل یہ ہے کہ اللہ کا اپنا فرمان اس بات کا ثبوت ہے کہ شیطان کا تصرف نبی اکرمؐ پر ناممکن ہے مگر جب کہ وہ آرزو کرتا ہے الخ' اس میں آنحضرت ﷺ کی تسلی فرمائی گئی ہے کہ آپ اس میں پریشاں خاطر نہ ہوں' اگلے نبیوں رسولوں پر بھی ایسے اتفاقات آئے- بخاری میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ اس کی آرزو میں جب نبی بات کرتا ہے تو شیطان اس کی بات میں بول شامل کر دیتا ہے- پس شیطان کے ڈالے ہوئے کو باطل کر کے پھر اللہ تعالیٰ اپنی آیات کو محکم کرتا ہے- مجاہد کہتے ہیں' تَمَنّٰی کا معنی قال کے ہیں امنیته کے معنی قراء ته کے ہیں- الا امانی کا مطلب یہ ہے کہ پڑھتے ہیں' لکھتے نہیں- بغوی رحمتہ اللہ علیہ اور اکثر مفسرین کہتے ہیں تمنی کے معنی تلا کے ہیں یعنی جب کتاب اللہ پڑھتا ہے تو شیطان اس کی تلاوت میں کچھ ڈال دیتا ہے چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح میں شاعر نے کہا ہے-

تمنی کتاب اللہ اول لیلتھ واخر ھا لاقی حمام المقادر

یہاں بھی لفظ تمنی پڑھنے کے معنی میں ہے- ابن جریر کہتے ہیں' یہ قول بہت قریب کی تاویل والا ہے- نسخ کے حقیقی معنی لغتاً ازالہ اور رفع کے یعنی ہٹانے اور مٹا دینے کے ہیں یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ شیطان کے القا کو باطل کر دیتا ہے- جبرئیل علیہ السلام بحکم الٰہی شیطان کی زیادتی کو مٹا دیتے ہیں اور اللہ کی آیتیں مضبوط رہ جاتی ہیں- اللہ تعالیٰ تمام کاموں کا جاننے والا ہے' کوئی مخفی بات بھی' کوئی راز بھی اس پر پوشیدہ نہیں- وہ حکیم ہے- اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں- یہ اس لئے کہ جن کے دلوں میں شک' شرک' کفر اور نفاق ہے' ان کے لئے یہ فتنہ بن جائے چنانچہ مشرکین نے اسے اللہ کی طرف سے مان لیا حالانکہ وہ الفاظ شیطانی تھے- لہٰذا مریض دل والوں سے مراد منافق ہیں اور سخت دل والوں سے مراد مشرک ہیں- یہ بھی قول ہے کہ مراد یہود ہیں- ظالم حق سے بہت دور نکل گئے ہیں- وہ سیدھے راستے سے گم ہو گئے ہیں- اور جنہیں صحیح علم دیا گیا ہے جس سے وہ حق و باطل میں تمیز کر لیتے ہیں' انہیں اس بات کے بالکل حق ہونے کا اور منجانب اللہ ہونے کا صحیح یقین ہو جائے اور وہ کامل الایمان بن جائیں اور سمجھ لیں کہ بے شک یہ اللہ کا کلام ہے جبھی تو اس قدر اس کی حفاظت' صیانت اور نگہداشت ہے کہ کسی جانب سے' کسی طریق سے اس میں باطل کی آمیزش نہیں ہو سکتی- حکیم وحمید اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہے- پس ان کے دل تصدیق سے پر ہو جاتے ہیں' جھک کر رغبت سے متوجہ ہو جاتے ہیں- اللہ تعالیٰ ایمان داروں کی رہبری دنیا میں حق اور ہدایت کی طرف کرتا ہے' صراط مستقیم سجھا دیتا ہے اور آخرت میں عذابوں سے بچا کر بلند درجوں میں پہنچاتا ہے اور نعمتیں نصیب فرماتا ہے-

وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ
السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ﴿۵۵﴾ اَلْمُلْكُ
يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۵۶﴾ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا فَاُولٰٓئِكَ
لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۵۷﴾ ع ۹/۷

کافر اس وحی اللہ میں ہمیشہ شک وشبہ ہی کرتے رہیں گے یہاں تک کہ اچانک ان کے سروں پر قیامت آ جائے یا ان کے پاس اس دن کا عذاب آ جائے جو خیر سے خالی ہے ○ اس دن صرف اللہ ہی کی بادشاہت ہو گی۔ وہی ان میں فیصلے فرمائے گا' ایمان اور نیک عمل والے تو نعمتوں سے بھر پور جنتوں میں ہوں گے ○ اور جن لوگوں نے کفر کیا تھا اور ہماری آیتوں کو نہ مانا تھا' ان کے لئے ذلیل کرنے والے عذاب ہی ہوں گے ○

کافروں کے دل سے شک وشبہ نہیں جائے گا: ☆☆ (آیت: ۵۵-۵۷) یعنی کافروں کو جو شک وشبہ اللہ کی اس وحی یعنی قرآن میں ہے' وہ ان کے دلوں سے نہیں جائے گا۔ شیطان یہ غلط گمان قیامت تک ان کے دلوں سے نہ نکلنے دے گا۔ قیامت اور اس کے عذاب ان کے پاس ناگہاں آ جائیں گے۔ اس وقت یہ محض بے شعور ہوں گے جو مہلت انہیں مل رہی ہے' اس سے یہ مغرور ہو گئے ہیں۔ جس قوم کے پاس اللہ کے عذاب آئے' اسی حالت میں آئے کہ وہ ان سے نڈر بلکہ بے پروا ہو گئے تھے۔ اللہ کے عذابوں سے غافل وہی ہوتے ہیں جو پورے فاسق اور علانیہ مجرم ہوں یا انہیں بے خبر دن کا عذاب پہنچے جو دن ان کے لئے منحوس ثابت ہو گا۔ بعض کا قول ہے کہ اس سے مراد یوم بدر ہے اور بعض نے کہا ہے' مراد اس سے قیامت کا دن ہے۔ یہی قول صحیح ہے گو بدر کا دن بھی ان کے لئے عذاب الٰہی کا دن تھا۔ اس دن صرف اللہ ہی کی بادشاہت ہو گی۔ جیسے اور آیت میں ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کا مالک ہے۔ اور آیت میں ہے' اس دن رحمٰن کا ہی ملک ہو گا اور وہ دن کافروں پر نہایت ہی گراں گزرے گا۔ فیصلے خود اللہ کرے گا۔ جن کے دلوں میں اللہ پر ایمان' رسول کی صداقت اور ایمان کے مطابق جن کے اعمال تھے' جن کے دل اور عمل میں موافقت تھی' جن کی زبانیں دل کی مانند تھیں' وہ جنت کی نعمتوں میں مالا مال ہوں گے جو نعمتیں نہ فنا ہوں نہ گھٹیں نہ بگڑیں نہ کم ہوں۔ جن کے دلوں میں حقانیت سے کفر تھا' جو حق کو جھٹلاتے تھے' نبیوں کے خلاف کرتے تھے' اتباع حق سے تکبر کرتے تھے' ان کے تکبر کے بدلے انہیں ذلیل کرنے والے عذاب ہوں گے۔ جیسے فرمان ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ جو لوگ میری عبادتوں سے سرکشی کرتے ہیں' وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ
اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۵۸﴾ لَيُدْخِلَنَّهُمْ
مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿۵۹﴾ ذٰلِكَ ۚ وَمَنْ عَاقَبَ
بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ
اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ﴿۶۰﴾